سرمایہ دارانہ نظام: سید مودودیؒ کے افکار کی روشنی میں جائزہ

Capitalism: A Review in the Light of Sayyid Mawdudī Thoughts

سعدیہ گلزار*

Abstract

Sayyid Abu'lA'la Mawdudī discusses the various aspects of the Islamic economic system. He also explains the history, characteristics, merits and demerits of various economic systems such as Feudalism, Capitalism, Socialism and Fascism in a comprehensive and rational way. He puts forward that Capitalism emerged after the Feudalism, when the Renaissance took place in Europe, scientific inventions and industrial development gave rise to the bourgeoisie. Capital has a vital part in this system. Due to inventions and innovations, modern techniques of producing merchandises were promoted. Production of goods on large scale reduced the cost of production. The principle of specialization was adopted. However, this system had demerits such as misuse of individual possessions, advertising, artificial increase in commodity prices, tactics of brokers, usury, extravagance and concentration of wealth in a few hands. Nowadays, these same defects are part of Capitalism. Moreover, he explains the characteristics of the economic system of Islam in a comprehensive way. The purpose of writing this research paper is to describe Sayyid Mawdudī point of view about Capitalism and its analysis in Islamic teachings. The research paper followed the descriptive and analytical methods.

Keywords: Sayyid Mawdudī, Capitalism, Usury, Commodities, Industrial Development.

سید ابو الاعلیٰ مودودی (۱۹۰۳ء –۱۹۷۹ء) بیسوی صدی کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن تھے۔ ان کی فکر، سوچ اور تصانیف نے دنیا کی اسلامی تحریکات کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ انھوں نے جماعت اسلامی کے بنیاد ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء میں رکھی۔ سید ابو الاعلی مودودیؒ زندگی بھر تجدید و احیاءِ دین کے لیے کوشاں رہے۔ ان کی اسلامی موضوعات پر متعدد تصانیف ہیں۔ اسلامی معاشیات کے مختلف پہلوں پر بھی بحث کرتے ہیں۔ مقالہ ہذا میں سرمایہ دارانہ نظام کی مختصر اًتاریخ، تعریف، خصوصیات اور خرابیاں سید مودودیؒ کے افکار کی روشنی میں اجمالاً بیان کی گئی ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

سرمایہ دارانہ نظام ایک ایسا معاشی نظام ہے جس میں سرمایہ بطور عاملِ پیدائش نجی شعبہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اس نظام میں ذاتی دولت و جائیداد اور پیداواری وسائل رکھنے میں ہر فرد مکمل طور پر آزاد ہوتا ہے۔ یہ نظام حکومت کی عدم مداخلت پر مبنی ہے۔ اس نظام کے تحت ذرائع معاش میں وسعت پیدا ہوئی، سائنس و ٹیکنالوجی نے ترقی کی، نئی ایجادات ہوئیں، صنعتیں قائم ہوئیں اور ذرائع آمدورفت کے سلسلے وسعت پذیر ہوئے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں معیشت سود پر انحصار کرتی ہے۔ اس نظام نے طبقات جنم دیے اور صرف افراد ہی کو نہیں بلکہ ملکوں کو جبر واستحصال کا شکار بنایا۔ تاہم دنیا میں سو فیصد سرمایہ دارانہ نظام کسی بھی جگہ ممکن نہیں کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طرح افراد کی معاشی سرگرمیوں میں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام پر مکمل طور پر کتب لکھی گئیں مثلاًڈاکٹر جاوید اکبر انصاری سرمایہ دارانہ نظام، ایک تعارف میں سرمایہ دارانہ نظام کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ نیز مغربی استعمار پر روشنی ڈالتے ہوئے اُمت مسلمہ کی ذمہ داری کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہیں۔ محمد احمد حافظ نے ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کی نگرانی میں سرمایہ دارانہ نظام ایک تنقیدی جائزہ مرتب کی۔ اس کتاب میں سرمایہ دارانہ نظام کا گہری دینی بصیرت کے ساتھ تجزیہ و محاکمہ کیا گیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کا تاریخی پس منظر، سرمایہ داری کی بنیادی اقدار اور عالمی سرمایہ دارانہ نظام اور امریکہ کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز اس نظام کے انہدام کی حکمت عملی کی طرف اشارات بھی دیئے گئے ہیں۔ علامہ شمس الحق افغانی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ میں اسلام کے معاشی نظام کی خوبیوں کو اُجاگر کرتے ہوئے سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام کا اسلامی نظام سے موازنہ پیش کرتے ہیں۔

تاہم اسلامی معاشیات کی کتب میں بھی اس نظام پر مباحث ملتے ہیں مثلاً مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اسلام کا اقتصادی نظام میں اسلام کے اقتصادی نظام کا تعارف اور خاکہ پیش کرتے ہیں۔ انفرادی معیشت اور اجتماعی معیشت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کے مفسدات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام کو اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے متبادل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نور محمد

غفاری اسلام کا معاشی نظام میں اسلام کے معاشی نظام کا مدلل تعارف پیش کرتے ہیں۔ سرمایہ دار اور مزدور کے تنازعہ کی اصل وجہ خیر خواہی کے جذبہ سے عاری اور خود غرضی سے لبریز ذہنیت بتاتے ہیں۔ حل تنازعہ کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رہنمائی بھی دیتے ہیں۔ڈاکٹر نور محمد غفاری کی کتاب سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ میں موجودہ نظام انشورنس کی خرابیوں اور اس کے متبادل اسلام کے نظام کفالت عامہ اور اس کے تنظیمی ڈھانچے کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ڈاکٹر اسرار احمد اسلام کا معاشی نظام میں سرمایہ دارانہ نظام کے مفسدات کا اجمالاً تذکرہ کرتے ہیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی اسلام اور جدید معاشی مسائل کی ساتویں جلد میں سرمایہ دارانہ نظام کے بنیادی اصول، پیدائش دولت اور تقسیم دولت کو تفصلاً بیان کرتے ہیں۔ معیشت کے اسلامی احکام، اسلامی نظام کے تحت معاشی اصلاحات اور علماء کرام کا متفقہ معاشی خاکہ بھی پیش کرتے ہیں۔ڈاکٹر سعدیہ گلزار پاکستان کی مالیاتی پالیسی اور اسلامی تعلیمات (۱۹۴۷ء۔۲۰۱۸) میں پاکستان کے مختلف ادوار میں سرمایہ دارانہ نظام کے تحت بننے والی مالیاتی پالیسیوں پر بحث کرتی ہیں۔ نیز پاکستانی معیشت پر ان پالیسیوں کے اثرات اور ان کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ پیش کرتی ہیں۔

سید مودودیؒ کی مختلف اسلامی موضوعات پر متعدد تصانیف ہیں۔ اسلامی معیشت پر سود، معاشیات اسلام اور اسلام اور جدید معاشی نظریات اور مسئلہ ملکیت زمین قابل ذکر کتب ہیں۔ اُنھوں نے اسلامی معیشت کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ اسلام اور جدید معاشی نظریات میں چار معاشی نظاموں کو زیر بحث لاتے ہیں۔ جاگیرداری نظام، سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت اور فاشزم کی تاریخ، خصوصیات، خوبیوں اور خامیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ معاشیات اسلام، سود اور اسلام اور جدید معاشی نظریات میں اسلام کے معاشی نظام کی نمایاں خصوصیات تفصیلاً بیان کرتے ہیں۔ تفہیم القرآن میں بھی معاشی مباحث ملتے ہیں۔

اگرچہ سرمایہ دارانہ نظام پر مکمل طور پر کتب تصنیف کی گئیں۔ بعض کتب میں اس نظام پر جزوی طور پر مباحث ملتے ہیں۔سید مودودیؒ نے اسلام کے معاشی نظام اور مختلف معاشی نظاموں پر بحث کی ہے۔ تاہم مقالہ ہذا میں سید مودودیؒ کے سرمایہ دارانہ نظام سے متعلق افکار کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں اسلام کے معاشی نظام کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

سوالات تحقیق:

مقالہ ہذا کے سوالات تحقیق مندرجہ ذیل ہیں:

- سید مودودیؒ کا سرمایہ دارانہ نظام کے بارے میں کیا مؤقف ہے؟
- سید مودودی سرمایہ دارانہ نظام میں پائے جانے والی کن خصوصیات، خوبیوں اور خرابیوں پر بحث کرتے ہیں؟
- کیا سرمایہ دارانہ نظام اسلام کے معاشی نظام سے مطابقت رکھتا ہے؟
- سرمایہ دارانہ نظام کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاح کے کیا پہلو ہیں؟

سرمایہ دارانہ نظام کا پس منظر:

چودھویں صدی سے لے کر سولہویں صدی تک کا زمانہ یورپ کی تاریخ میں متوسط دور سے دور جدید کی طرف عبور کا زمانہ تھا۔ طبعیات، طب، ریاضی، انجینئرنگ اور دوسرے شعبوں میں اہل مغرب کا علم بڑھنا شروع ہوا۔ پریس کی ایجاد نے اشاعتِ خیالات اور اشاعت علم کی رفتار بھی تیز کر دی۔ اہل مغرب کے لیے دور دراز کے ملکوں میں ایسی منڈیاں بھی کھلنی شروع ہو گئیں جہاں وہ اپنے ملک کی مصنوعات اور خام پیداوار نکال سکیں۔ ان مواقع سے بڑے تجارتی چوراہوں پر شہر بستے اور بڑھتے چلے گئے۔ دولت، طاقت، ذہانت اور تہذیب و تمدن کا مرکز شہر بنتے چلے گئے جو تجارت، صنعت اور جدید علمی اور ادبی مرکز بھی بن رہے تھے۔ اس نئی حرکت کے میر کاروان (ساہوکار) سرمایہ دار طبقہ کے لوگ یعنی سوداگر، ساہوکار، اہل حرفہ، اہل حربہ اور بحری تجار وغیرہ تھے۔[1] اٹھارویں صدی عیسوی میں مشین کی ایجاد نے اس انقلاب کی رفتار کو زیادہ تیز کر دیا جس کی ابتدا نشاۃ ثانیہ کے دور میں ہوئی تھی۔[2]

---

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 2013ء)، 10

[2] ایضاً، 13

سید مودودیؒ سرمایہ دارانہ نظام کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں"سرمایہ اور فنی قابلیت اور تنظیمی صلاحیت تینوں کے اشتراک سے صنعت اور کاروبار کا ایک نیانظام بنا کھڑا کیا جیسے جدید نظام سرمایہ داری کہا جاتا ہے۔"[3]

سرمایہ دارانہ نظام کی خصوصیات:

سید مودودیؒ سرمایہ دارانہ نظام کی خصوصیات میں بیان کرتے ہیں کہ اس نظام میں ذرائع پیداوار پر شخصی ملکیت کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ فرد کو معاشی جدوجہد کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ کاروباری سرگرمیوں کا محور زیادہ سے زیادہ نفع کمانا ہوتا ہے۔ کاروباری طبقہ میں مقابلہ اور مسابقت پہلو بہ پہلو رہتا ہے۔ ارتقاء کے فطری اسباب پائے جاتے ہیں مثلاً کاروباری افراد اپنا منافع زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے اشیاء پیدا کرنے کے جدید طریقے دریافت کرتے ہیں۔ اشیاء کی فروخت کے لیے نئی سی نئی منڈیاں تلاش کرتے ہیں۔ تاہم اجیر اور مستاجر کے مطالبات میں فرق پایا جاتا ہے۔ اجرت کے تعین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آجر زیادہ سے زیادہ کام لے کر کم سے کم اجرت دینا چاہتا ہے جبکہ مستاجر کم سے کم کام کر کے زیادہ سے زیادہ اجرت لینا چاہتا ہے۔ اس معاملے میں فطری طور پر کسر و انکسار سے ایسی اجرتیں طے پا سکتی ہیں جو جو فریقین کے لیے قابل قبول ہوں۔ یہ نظام ریاست کی عدم مداخلت پر مبنی ہے۔[4]

سرمایہ دارانہ نظام کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد اس نظام کی خرابیوں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جن کا درجہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی خامیاں

ا۔ سود:

سرمایہ دارانہ نظام میں عامل پیدائش سرمایہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پیداواری کاموں کے لیے سرمائے کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ سود پر مبنی قرضے ہیں۔ یورپ میں سائنسی ترقی کے آغاز میں سود کے حوالے سے سید مودودیؒ یوں بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ تھا جس میں پہلی دفعہ سود کے جائز اور مباح ہونے کا تخیل پیدا ہوا۔ حالانکہ قدیم ترین زمانے میں تمام دنیا کے اہل دین با اخلاق اور علماء قانون اس چیز کی حرمت پر متفق

---

[3] ایضاً، ۱۴

[4] ایضاً، ۱۷۔۲۱

تھے۔ صرف تورات اور قرآن ہی نے اس کو حرام نہیں ٹھہرایا تھا بلکہ ارسطور اور افلاطون بھی اس کی حرمت کے قائل تھے۔۔۔ مسیحی متجددین بھی اس کو انسانی کمزوری کے عذر کی بنا پر اضطراراً جائز ٹھہرانے لگے۔[5]

سود کے متعدد معاشی، معاشرتی اور اخلاقی نقصانات ہیں۔ سید مودودیؒ نے اپنی کتاب سود میں سود کے مفسدات پر تفصیلاً بحث کی ہے۔ سود کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ انسان کے اصل جوہر انسانیت روح اور اخلاق کو نقصان پہنچاتا ہے ۔[6] درحقیقت معاشی تباہی و بربادی کا اہم اور نمایاں سبب سود ہے۔ دین اسلام میں سود کی قطعی حرمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبٰٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه- وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ- لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ[7]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایماندار رہو، اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

نبی ﷺ نے بھی سود کو قطعی چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ "پس سود اور اس پر بڑھوتی کو چھوڑ دو۔"[8]

سرمایہ دارانہ نظام سود پر مبنی ہے۔ یہ نظام عالمی سامراجیت کو بھی فروغ دے رہا ہے۔ مغرب کا ہر معاشی ایجنڈا ایک خاص مقصد رکھتا ہے مثلاً عالمی مالیاتی فنڈ اور ورلڈ بینک مغربی معاشی طاقتوں کی پیداوار ہیں جو کہ کمزور معیشت کے حامل ممالک کو سودی قرضوں اور شرائط پر مبنی امداد کے ذریعے کمزور تر کر رہے ہیں۔ اگر سیرت طیبہ پر نظر دوڑائی جائے تو ریاست مدینہ میں یہودی قبائل آباد تھے جو کہ افراد کو صارفی اور تجارتی مقاصد کے لیے سود پر مبنی قرضے فراہم کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے مہاجرین مکہ کو یہودیوں سے سود کی بنیاد پر قرض لے کر معاشی ضروریات

---

[5] ایضاً، ۱۲

[6] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، سود، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)، ۷۰

[7] البقرہ: ۲۷۸-۲۷۹

[8] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**، (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۲۲۷۴

پوری کرنے کی بجائے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا۔ انصار مدینہ کی معاشی حالت ایک جیسی نہ تھی بلکہ ان میں سے کچھ متوسط تھے اور کچھ مالدار تھے۔ اس صورت حال میں نبی رحمت ﷺ نے مہاجرین اور انصار مسلمانوں کو بھائی بھائی بنادیا۔ لیکن معاشی مجبوری میں بھی یہود سے سودی قرضے نہیں لیے گئے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ معاشی مجبوری میں بھی سودی قرضوں سے بچنے میں ہی انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ عصر حاضر میں مسلم ممالک بھی سودی قرضوں کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رُوگردانی کی وجہ سے مختلف معاشی مسائل کا شکار ہیں۔ درحقیقت سودی نظام سے نکلنے ہی سے معاشی خوشحالی ممکن ہے۔

۲۔ شخصی ملکیت کا ناجائز استعمال:

سرمایہ دارانہ نظام میں ایک فرد کو معاشی جدوجہد کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ ریاست افراد کے معاشی معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتی۔ ریاست کے سربراہ کا کام سرحدوں کی حفاظت یا امن و امان کو بحال رکھنا ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں جن ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے مثلاً امریکہ، ناروے، ڈنمارک، کینیڈا اور جرمنی وغیرہ میں مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے قوانین بنائے گے ہیں جن کو ریاست لاگو کرواتی ہے۔ تاہم سرمایہ کار کاروباری معاملات میں آزاد ہوتا ہے وہ اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے مختلف غیر اخلاقی حربے استعمال کر سکتا ہے مثلاً ڈاون سائز کی پالیسی سے مزدوروں کی تعداد میں کمی یا صنعت / کمپنی کے منافع کو کم ظاہر کرنا تاکہ ملازموں کو اضافی بونس نہ دیا جائے۔

اسلام میں ریاست کا حکمران فعال کردار ادا کرتا ہے۔ ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ ڈاؤن سائز پالیسی سے ہونے والے بے روزگار افراد کو روزگار فراہم کرے۔ اسی طرح اسلام میں آجر اور مستاجر کے حقوق و فرائض کا تعین کیا گیا ہے۔ تجارتی سرگرمیوں میں اتحاد و تعاون کی ترغیب دی گئی ہے۔ آجرین اور مزدور کے درمیان تعاون سے کاروباری فضا خوشگوار رہتی ہے۔ جس سے آجرین اور مزدوروں کے درمیان اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزدور دلچسپی سے پیدائش دولت میں حصہ لیتے ہیں۔ کاروباری معاملات احسن طریقے سے انجام پاتے رہتے ہیں۔ اسلام معاشی سعی میں قوانین کے ساتھ اخلاقیات سے بھی روشناس کرواتا ہے۔ مزدور طبقہ کو تنخواہ کے علاوہ بھی بونس دینے کی ترغیب حدیث نبوی ﷺ سے ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی شخص کا خادم

اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے کیونکہ اس نے گرمی اور تیاری کی مشقت اُٹھائی۔ [9]

سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ کار کاروباری آزادی کو ناجائز استعمال میں لاتے ہیں۔۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ آخر کار آدم سمتھ جیسے شخص کو بھی، جو آزاد معیشت کا سب سے بڑا وکیل تھا یہ کہنا پڑا کہ:

"کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ جب کاروباری لوگ کہیں باہم جمع ہوں اور ان کی صحبت پبلک کے خلاف کسی سازش پر اور قیمتیں چڑھانے کے لیے کسی قرارداد پر ختم نہ ہو۔ حد یہ ہے کہ تقریبات تک میں مل بیٹھنے کا جو موقع مل جاتا ہے اس کو بھی یہ حضرات اس جرم سے خالی نہیں جانے دیتے۔" [10]

لارڈ کنیز نے بالکل سچ کہا ہے کہ "دنیا پر اخلاقی و فطری قوانین کی ایسی مضبوط حکومت قائم نہیں ہے جس کے زور سے افراد کے ذاتی مفاد اور سوسائٹی کے اجتماعی مفاد میں ضرور آپ ہی آپ موافقت ہوتی رہے۔" [11]

اسلام میں صارفین کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جاتا ہے۔ اگر اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہو اور عوام اس سے تنگی کا شکار ہوں تو تسعیر کی پالیسی کے تحت ریاست کا حکمران یا ان کا نامزد کردہ نمائندہ قیمتوں کو کنٹرول کر سکتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے تاجر کو نرخ گراں رکھنے اور غیر معمولی منافع کمانے کے لیے ایسے تمام معاشی امور مثلاً ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، مال کو ضائع کرنے، ملاوٹ اور بد دیانتی وغیرہ سے روکا جن سے صارفین کا استحصال ممکن ہے۔ نیز بازار پر نگرانی رکھی جیسا کہ اسوہ حسنہ ﷺ سے ثابت ہے۔ "رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح فروخت کرتے ہو؟ اس نے آپ ﷺ کو بتایا۔ اس دوران آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈالیں۔ جب آپ نے دست

---

[9] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۵۴۶۰

[10] مودودی، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، ۲۳

[11] ایضاً، ۲۲

مبارک اس غلہ میں ڈالا تو وہ اندر سے گیلا اور تر نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"[12] خلفاءراشدین اشیاءضروریات کے نرخ معلوم کرتے رہتے تاکہ معیشت میں نرخ کی گرانی سے عوام مشکلات کاشکار نہ ہو۔

۳۔ محرک منافع کا غلبہ:

سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ کار میں زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی طمع ولالچ پائی جاتی ہے۔ اسلام میں کمانے میں اعتدال واجمال کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْن [13]

''اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں تمھارا رزق پیدا کر دیا ہے، جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے: اے لوگو تم میں سے کسی ذی روح کو موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا لکھا ہوا رزق پورا کا پورا حاصل نہ کرلے۔ مال ودولت کے حصول میں اجمال سے کام لو۔"[14]

اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انسان کو طلب رزق میں اعتدال اور اجمال سے کام لیناچاہیے۔ دولت کے حصول میں اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو مد نظر رکھے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ سرمایہ کار زیادہ نفع کمانے کے لیے مال کو ضائع بھی کرتے ہیں اور پیمانہ پیدائش کو استعداد سے کم بھی استعمال میں لاتے ہیں۔

اتلاف مال:

سرمایہ داری نظام میں مال کو صرف اس اندیشہ سے جلایایا سمندر میں پھینک دیاجاتا ہے کہ اتنی بڑی مقدار مال کی منڈی میں پہنچ جانے سے قیمتیں گر جائیں گی۔ نیز سرمایہ دار، صنعت کار، تاجر جو انبار مل منافع کمار ہے ہیں اس سے محروم ہو جاتے۔[15]

---

[12] ابو داوٗد، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۳۴۵۲

[13] الذاریت: ۲۲

[14] البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، ابو بکر، **السنن الکبری**، (بیروت: دارالفکر، ۲۰۰۵ء)، ۸: ۹۰

[15] مودودی، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، ۲۸

پیمانہ پیدائش کا استعداد سے کم استعمال:

یعنی مال کو پیدا کرنے کی جتنی پیمانہ پیدائش میں استطاعت موجود ہو اس سے کم پیداوار رکھنا، مخصوص قیمت پر بیچنا اور زیادہ منافع حاصل کرنا۔ سید مودودیؒ لکھتے ہیں استعمال و ذرائع، اشیاء پیدا کرنے والے افراد، معاشرے میں اشیاء خریدنے والے خواہشمند افراد کی موجودگی میں پیمانہ پیدائش کو استعداد سے کم استعمال کرنا۔۔۔ ترقی اور افزائش تو در کنا، یہاں تو تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے اپنی نادانی سے خود اپنے منافع کے راستے میں بھی رکاوٹیں پیدا کر لیں۔[16]

اسلام میں اکتساب مال میں جائز و ناجائز کی تفریق کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَـٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَـٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ [17]

"اے لوگو! جو ایمان لائے آپس میں مال ناجائز طریقے سے نہ کھایا کرو۔ سوائے اس کے تجارت ہو آپس کی رضامندی سے۔"

اسلام میں مال کو ضائع کرنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

كان ينهى، عن قيل و قال و كثرة السّؤال، و اضاعة المال، و منع و هات، و عقوق الامهات، ووأد البنات [18]

"آپ نے قیل و قال، کثرت سوال، مال کو ضائع کرنے، بیٹی کو زندہ در گو کرنے اور والدین کی نافرمانی سے منع فرمایا ہے۔"

---

[16] ایضاً، ۳۲

[17] النساء: ۲۹

[18] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۴۶۱۷

۴۔ اشتہار بازی:

سرمایہ کار اشیاء کی فروخت اور اس کی طلب بڑھانے کے لئے اشتہار بازی کو ذریعہ بناتے ہیں جو نفسیاتی حربوں سے لے کر جھوٹ اور فریب کاری کے سارے طریقوں پر حاوی ہوتی ہے۔ ایک طرف اشیاء کو دل کش انداز میں پیش کر کے صارفین کو شے کی خریداری کی طرف مائل کیا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف اشتہار بازی کے اخراجات شے کے مصارف پیدائش میں شامل کر کے ان کا بوجھ صارفین پر منتقل کیا جاتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ چھوٹے کاروبار کرنے والے آجرین اپنے کاروبار کی وصولیوں کا تقریباً ایک فیصد اشتہار بازی پر خرچ کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کمپنی سالانہ ایک ملین ڈالر کی فروخت کرتی ہے وہ دس ہزار ڈالر جب کہ جو کمپنی پچاس ہزار ڈالر کی فروخت کرتی ہے وہ پانچ ہزار ڈالر خرچ کرتی ہے۔[19] ایک تحقیق کے مطابق پر تعیش برانڈز نے پچھلے سال امریکہ میں اشتہارات پر 5 بلین ڈالر سے زیادہ خرچ کیے، جس نے مارکیٹنگ کے اخراجات میں نمایاں حصہ ڈالا۔[20]

سید مودودیؒ اشتہار بازی کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ طریقہ کہ وافر سرمایہ کے بل پر ایک چیز از قسم سامان تعیش تیار کی جائے اور پھر اشتہار سے، ترغیب سے، مفت بانٹ بانٹ کر، طرح طرح کی سخن سازیاں کر کر کے زبردستی اس کی مانگ پیدا کی جائے اور اسے ان غریب اور متوسط الحال لوگوں کی ضروریات زندگی میں خواہ مخواہ ٹھونس دیا جائے جو بیچارے اپنے فرائض حیات بھی پوری طرح بجالانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور یہ طریقہ کہ عامتہ الناس کو حقیقتاً جن چیزوں کی ضرورت اور شدید ضرورت ہے ان کی فراہمی پر تو سرمایہ اور محنت صرف نہ ہو اور ان کاموں پر وہ بے دریغ صرف کیا جائے جو بالکل غیر ضروری ہیں۔ صرف اس لیے کہ پہلی قسم کے کاموں کی بہ نسبت دوسرے کام زیادہ نفع آور ہیں۔[21]

---

[19] M.T. Wroblewski, How Much Does It Cost to Advertise a Business, 17 May 2019, https://smallbusiness.chron.com/much-cost-advertise-business-66152.html

[20] How much money does the fashion industry spend in advertising? https://www.icsid.org/uncategorized/how-much-money-does-the-fashion-industry-spend-in-advertising/

[21] مودودی، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، ۲۸

عصر حاضر میں اشتہاری بازی میں درج ذیل خرابیاں رائج ہیں:

- اشتہار بازی میں بے حیائی، رقص، موسیقی، مخرب اخلاق مطبوعات اور مہنگی تصاویر وغیرہ کو ذریعہ بنایا جاتا ہے۔
- مضر صحت اشیاء کی تشہیر کی جاتی ہے مثلاً سگریٹ وغیرہ۔
- ترغیب آمیز اشتہار بازی کے ذریعے سامان تعیش کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے۔
- نت نئے فیشنوں کے اشتہار دے کر فیشن پرستی کو فروغ دیا جارہا ہے۔
- اخلاق سے گرے ہوئے اشتہار نشر کیے جاتے ہیں مثلاً خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ۔
- عورتوں کی نمائش کے بغیر اشتہار بازی کو ادھورا سمجھا جاتا۔ یہاں تک کہ ہے موٹر سائیکل اور شیونگ کریم کے اشتہارات میں بھی خواتین کا کردار لازمی سمجھا جاتا ہے۔

اسلام میں اشیاء کی غیر ضروری تشہیر، مالی وسائل کے بے دریغ استعمال، سامان تعیش کی رغبت، بے حیائی وفحاشی اور عورت کی نمائش کو ناجائز ٹھہرایا گیا ہے۔ امام غزالیؒ اشتہار بازی کو سراسر جھوٹ پر مبنی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "بائع اپنی شے کی زیادہ تعریف نہ کرے، اگر جس خصوصیت کی تعریف کی گئی، شے وہ نہیں رکھتی تو یہ صریح جھوٹ ہے۔ اگر مشتری ان باتوں کو مان لے گا تو جھوٹ کے سوا ظلم اور دغابازی بھی بائع کی گردن پر ہوگی اور اگر مشتری نہ مانے گا تو جھوٹ اور بے مروتی پھر بھی بائع کے ذمہ رہے گی۔"[22]

نبی ﷺ نے فرمایا:

ملعون من ضار مؤمنا او مکر به[23]

"وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو نقصان پہنچائے یا اس سے دھوکہ کرے۔"

---

[22] غزالی، محمد بن محمد، **احیاء علوم الدین**، (بیروت: دار المعرفہ، ۲۰۰۴ء)، ۱: ۵۰۳

[23] الترمذی، محمد بن عیسی، **السنن**، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۱۹۴۰

تاہم اشیاء کی اشتہاری بازی جس میں اسلامی تعلیمات سے رُوگردانی نہ ہو شریعت میں جائز ہے مثلاً مالی وسائل کے بے دریغ استعمال اور بے حیائی و فحاشی سے اجتناب وغیرہ۔

۵۔ دلالوں کے ہتھکنڈے:

مال پیدا کرنے والے اور اصل استعمال کرنے والے کے درمیان سینکڑوں آدمی محض اپنے بینک کے روپے اور ٹیلیفون کے بل پر اس کو غائبانہ بیچتے اور خریدتے چلے جائیں اور اس طرح زبردستی ان کا منافع لگ لگ کر اس کی قیمت بڑھتی رہے۔[24] حدیث نبوی ﷺ میں شے کو قبضہ میں لیے بغیر فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔[25] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تخمینے سے اناج خریدنے والوں کی پٹائی ہوتی دیکھی یہاں تک کہ وہ اس کو اُٹھا کر اپنے ٹھکانوں میں منتقل کر دیں پھر فروخت کریں۔[26]

۶۔ اسراف و تبذیر:

سرمایہ دارانہ نظام میں صارف اسراف و تبذیر کی طرف مائل رہتا ہے۔ افراد کو سامان تعیش اور نت نئی اشیاء کی خریداری کے لیے اشتہار بازی کے ذریعے اُبھارا جاتا ہے جبکہ اشتہار بازی کے تمام اخراجات مصارف پیدائش میں شامل کر کے صارفین سے ہی وصول کیے جاتے ہیں۔ صارفیت کے رجحان کی وجہ سے افراد میں کریڈٹ کارڈز کا استعمال بھی بڑھ رہا ہے۔ متوسط طبقہ کا شخص اپنے معاشرتی وقار کی خاطر اپنی خواہش کے پیچھے بھاگتے ہوئے بتدریج بینکوں کے سودی قرضے کا مقروض ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس کے برعکس اسلام اعتدال اور سادگی کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا[27]

---

[24] مودودی، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، ۲۸

[25] النسائی، احمد بن شعیب بن علی، **السنن**، (الریاض: دارالسلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۴۶۰۳

[26] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۲۱۳۱

[27] بنی اسرائیل: ۲۹

" اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔"

۷۔ اخلاقیات سے عاری معاشرہ:

سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ کار پر زیادہ سے زیادہ دولت کمانا چاہتا ہے۔ مادیت زدہ سوچ رکھنے والا فرد نرم دلی اور ہمدردی کے اوصاف سے متصف نہیں ہوتا۔ سید مودودیؒ اس کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ جدید سرمایہ داری کی ان بنیادوں پر جو نیا معاشرہ وجود میں آیا وہ ہمدردی، تعاون، رحم، شفقت اور اس نوع کے تمام جذبات سے عاری اور اس کے برعکس صفات سے لبریز تھا۔ اس نظام میں غیر تو غیر، بھائی پر بھائی کا حق نہ رہا کہ وہ اسے سہارا دے۔[28] اس کے برعکس اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اقتصادیات میں اخلاقیات سے بھی روشناس کرواتا ہے۔

اسلام مومنین کو رشتہ اخوت میں منسلک کرتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

المسلم اخوالمسلم ،لا يظلمه ولا يسلمه، ومن كان فى حاجة اخيه، كان الله فى حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة، ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة [29]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی ایک تکلیف دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

---

[28] مودودی، **اسلام اور جدید معاشی نظریات**، ۳۱

[29] البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث:۲۴۴۲

اسلام مسلمانوں میں اتحاد اور اخوت کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اپنے مسلمان بھائی کو عمدہ چیز دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:

لا یومن احدکم حتی یحبّ لاخیہ مایحبّ لنفسہ [30]

"کوئی مسلمان اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو تا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

اسلام خیر خواہی، تعاون اور احسان اور ایثار کا دین ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کی مشکلات میں دست و بازو بنتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی مشکل صورت حال سے دو چار ہو جائے تو اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کا ہاتھ پکڑ کر مشکل سے باہر نکالا جاتا ہے اور اس کو معاشرے کا فعال رکن بنایا جاتا ہے۔

اسلام مومنین کو ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ کسی بھائی کی ضرورت سے فائدہ اٹھا کر اُس کے استحصال کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے جذبہ اخوت کے تحت مسلمان بھائی کی مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

۸۔ ارتکاز دولت:

جب سرمایہ دار، سرمایہ کار یا تاجر مل کر منافع کمانے کی لالچ میں لگ جاتے ہیں۔ تو دولت تقسیم ہو کر چند طبقوں میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ نظام سرمایہ داری کی بنیاد جس نظریے پر قائم ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی کمائی کا تنہا مالک ہے۔ اگر سرمایہ دار جمع کیے ہوئے مالی وسائل کو اپنی ذات پر بھی خرچ کرنے سے روکے رکھے۔ تو یہ انتہائی خود غرضی ان تمام صفات کو بھی دبا دیتی ہے جو کہ انسانی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اس وجہ سے تقسیم دولت کا توزان بگڑ جاتا ہے اور طبقاتی کشمکش بھی جنم لیتی ہے۔ [31]

اسلام میں ارتکاز دولت کی بجائے دولت کی عادلانہ تقسیم کی ترغیب دی گئی ہے۔

---

[30] ایضاً، حدیث: ۱۳

[31] سود، ۱۸۔۱۹

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡ[32]

”تا کہ تمھارے دولت مندوں کے ہاتھ ہی میں مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔“

زکوٰۃ اور صدقات وخیرات کی ترغیب دی گئی ہے۔''وَالَّذِينَ فِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ مَّعۡلُومٞ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُومِ''[33] اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔“

خلاصہ کلام:

سرمایہ دارانہ نظام شخصی ملکیت کی غیر محدود آزادی پر مبنی ہے۔ سرمایہ کار اور صارف کو مکمل معاشی آزادی حاصل ہوتی ہے جبکہ اسلام میں دونوں کو حلال وحرام کا پابند کیا گیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ کار زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی طرف مائل رہتا ہے۔ کم سے کم اخراجات کے ذریعے اشیاء کو مہنگے داموں فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اشتہار بازی کے ذریعے افراد کے دلوں اور دماغ میں نئی نئی خواہشات کو پیدا کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظام میں کمپنیاں، تجارت، بینک اور کریڈٹ کارڈ کے اشتہارات غرض ہر چیز کا ہدف یہ ہے کہ عام انسانوں کے لیے نئی نئی ضروریات تلاش کریں پھر ان چیزوں کو ان کی زندگی کی بنیادی ضرورت کا حصّہ بنادیں۔ اشیاء تعیش پر بے دریغ مالی وسائل کو خرچ کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ اسلام میں اسراف وتبذیر کی ممانعت ہے جبکہ اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ ضرورت سے زائد معاشی وسائل کو فلاح عامہ پر خرچ کرکے دنیا اور آخرت دونوں کو سنوارا جائے۔ اسلام میں آجر اور مستاجر کے حقوق وفرائض کا تعین کیا گیا ہے تاکہ معاشی سرگرمیاں احسن طریقے سے سرانجام پاتی رہیں۔ کمپنی میں ہونے والے منافع میں سے مزدور طبقہ کو بونس دینے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ مزدور طبقہ بھی خوشحال رہے اور طبقاتی کشمکش بھی جنم نہ لے سکے۔ اسلام میں سود کی قطعی حرمت ہے۔ عصری سودی نظام کی وجہ سے معیشت تنزلی کا شکار ہیں۔ سود کو ترک کردینے میں ہی درحقیقت قوموں کی فلاح وترقی مضمر ہے۔ معیشت خوشحالی کے دور میں داخل ہوسکتی ہے۔

---

[32] الحشر:۷

[33] المعارج:۲۴۔۲۵